Lesson 1: Al-A'araaf (Ayaat 1 - 25): Day 3

سُوۡرَةُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

وَكَمۡ مِّنۡ قَرۡيَةٍ اَهۡلَـكۡنٰهَا فَجَآءَهَا بَاۡسُنَا بَيَاتًا اَوۡ هُمۡ قَآئِلُوۡنَ ﴿۴﴾

اور کتنی ہی بستیاں ہیں کہ ہم نے تباہ کرڈالیں جن پر ہماراعذاب (یاتورات کو) آتا تھا جبکہ وہ سوتے تھے یا (دن کو) جب وہ قیلولہ (یعنی دوپہر کو آرام) کرتے تھے ﴿۴﴾

بستی سے مُراد بستے والے ہیں۔ یعنی کئی شہر اور علاقے۔ جن کے سامنے حق پیش کیا گیا لیکن وہ نہیں مانے۔ یعنی اُن پر پیش کر دیا جاتا ہے۔ پھر جب وہ نہیں مانتے تو اللہ کا فیصلہ آ جاتا ہے۔ آج کے دَور میں قرآن اور حدیثِ رسول ؐ تک ہر بندے کی رسائی ہے۔ ہر بندہ سُن، سمجھ سکتا ہے۔ جب اللہ کی پکڑ آ جاتی ہے تو کیا ہوتا ہے؟

فَمَا كَانَ دَعۡوٰٮهُمۡ اِذۡ جَآءَهُمۡ بَاۡسُنَاۤ اِلَّاۤ اَنۡ قَالُوۡۤا اِنَّا كُنَّا ظٰلِمِيۡنَ ﴿۵﴾

تو جس وقت ان پر عذاب آتا تھا ان کے منہ سے یہی نکلتا تھا کہ (ہائے) ہم (ہائے) ہم (اپنے اوپر) ظلم کرتے رہے ﴿۵﴾

نبی وحی کی روشنی میں بولتے ہیں۔ تو جب نبیؑ موجود ہو تو وہ کہہ سکتا ہے کہ یہ عذاب اللہ کی طرف سے۔ یہ اللہ کی پکڑ ہے۔

آج کے دَور میں ہم میں سے کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ یہ اللہ کا عذاب ہے۔ کسی پر کوئی فتویٰ نہ دیں۔

کوئی آسمانی آفت آئے، زلزلے آئیں۔ سونامی آئے، کوئی طوفان آئیں۔ ہم کچھ نہیں کہہ سکتے۔ اللہ کی رحمت مانگیں۔ اللہ کی آزمائش سے پناہ مانگیں۔ پھر جب اس طرح کے عذاب آتے ہیں تو لوگ کہتے ہیں کہ ہم ہی ظالم ہیں۔

عام طور پر لوگ آیت کریمہ دوسروں سے پڑھواتے ہیں۔ اور پھر اپنی مرضی کرتے ہیں۔

لیکن جب اصل پکڑ آتی ہے تو پھر کوئی دوسرے سے نہیں کہتا کہ میری جگہ تم آکر یہ پڑھ دو کہ 'انی کنت من الظالمین'۔ پھر انسان خود ہی بول اُٹھتا ہے کہ میں نے خود اپنے اوپر ظلم کیا۔

ایک بات نوٹ کر لیں کہ وہ گناہ جو اللہ کے عذاب کو دعوت دیتے ہیں وہ اجتماعی گناہ ہوتے ہیں۔

بے حیائی، فحاشی، دوسروں کو خوش کرنے کے نام پر، دوسروں کی دیکھا دیکھی سب وہی کام کرنے لگتے ہیں۔ اللہ اس بات سے ناراض ہوتا ہے۔ اور پھر اللہ کا حکم آجاتا ہے کہ تمہاری مہلت ختم ہو گئی ہے۔

'بَيَاتًا' رات بسر کرنے کو بیت کہتے ہیں۔ یعنی ایسی جگہ جہاں رات گزاری جائے

رات کے وقت یا دوپہر کے آرام کے وقت میں عذاب آتا ہے۔ غفلت میں عذاب آتا ہے۔ یعنی جب انسان جان بوجھ کر غفلت میں پڑا رہتا ہے۔

مثال: آپ بچے کو کھلونے لاکر دیتی ہیں۔ لیکن وہ سب کچھ بھول کر کھیلنے میں لگا رہے۔ نہ وقت پر کھانا کھائے اور نہ ہی آپ کی بات سُنے۔ تو آپ کچھ آوازیں دینے اور بلانے کے بعد کھلونے واپس لے لیں گی کہ پہلے کھانا کھاؤ، بات سنو پھر کھلونے واپس ملیں گے۔

اللہ ہمیں نعمتیں دیتا ہے کہ ہم اُن سے فائدہ اُٹھائیں۔ نعمتیں استعمال کے لئے ہیں لیکن ہم نعمتوں کو پوجنے لگتے ہیں۔ پھر ہماری غفلت دیکھ کر اللہ ہم سے واپس لے لیتا ہے۔

اپنا محاسبہ کریں، اللہ نے ہمیں کیا کچھ دیا ہے؟ ہم اللہ کی نعمتوں کو کیسے استعمال کر رہے ہیں۔

سورۃ حج کی ابتدائی آیات یاد کریں جن میں قیامت کے دِن کی صورتِ حال بتائی گئی ہے۔ اور لوگوں کو ڈرایا گیا ہے۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہماری نعمتوں کو ہمارے لئے آزمائش نہ بنادے۔ آمین

ماضی کی قوموں کے کچھ مناظر کی جھلکیاں یاد کریں! کیسے لوگ بے حیائی کے کام کرتے ہیں۔ کیسے اللہ کو ناراض کرتے ہیں۔ پھر اُنہیں عذاب نے آ پکڑا۔

فَلَنَسْـَٔلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْـَٔلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ۙ﴿٦﴾

تو جن لوگوں کی طرف پیغمبر بھیجے گئے ہم ان سے بھی پرسش کریں گے اور پیغمبروں سے بھی پوچھیں گے ﴿٦﴾

اللہ تعالیٰ کے اس اُصول کو سمجھ لیں۔ کہ عام طور پر ہمیں دنیا میں جو غم یا دکھ، تکلیف یا بیماری آتی ہے وہ آخرت کے کفّارے بن جاتے ہیں۔ یعنی اللہ دنیا کی تکلیف دے کر آخرت کی تکلیف سے بچا لیتے ہیں۔ سورۃ الاعراف میں قوموں کے قصّے بیان کئے گئے ہیں۔ اس سورت میں قوموں کے واقعات بہت تفصیل سے ترتیب وار بیان کئیے گئے ہیں۔

لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ ان قوموں پر جو عذاب آئے تھے وہ آخرت کے کفّارے نہیں بنیں گے۔
اُن کے گناہوں کی سزا دُنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ملے گی۔

قومِ نوح پر دنیا میں بھی عذاب آیا وہ تڑپ تڑپ کر مرے تھے اور پھر آخرت میں بھی حساب ہو گا۔

یہاں اللہ کے جلال کا بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ وہ عام لوگوں سے بھی پوچھے گا اور رسولوں سے بھی پوچھے گا۔

یعنی جس کو کوئی ذمّہ داری دی گئی ہے اُس کے بارے میں بھی پوچھا جائے گا۔ کہ آپ نے اپنی ذمّہ داری اچھی طرح پوری کی یا نہیں۔

آپ یہ مت سوچیں کہ رسالت آسان کام ہے۔ کوئی عہدہ مل گیا ہے۔ یہ بہت مشکل کام ہے۔ بہت ہمت طلب کام۔ محنت اور خیر خواہی والا کام۔ اسی طرح یہ مت سوچیں کہ دَرسِ قران بھی آسان کام ہے۔ کرسی میز سجا کر بیٹھ کر لیکچر دے دیا۔ نہیں بلکہ زبان سے نکلے ہوئے ایک ایک حرف کا حساب ہو گا۔ ننگی تلوار پر چلنے سے بھی زیادہ مشکل کام ہے۔ ایک بندہ بھی کوئی غلط بات سیکھ کر گیا تو آپ کا حساب ہو گا۔

" اس دن ندا کی جائے گی اور دریافت کیا جائے گا کہ تم نے رسولوں کو کیا جواب دیا؟ "(28-القصص:65) اس آیت میں امتوں سے سوال کیا جانا بیان کیا گیا ہے۔

ایک حدیثِ رسولؐ کا خلاصہ ہے: کہ نوحؑ کی قوم سے سوال کیا جائے گا کہ آپ کو اللہ کا پیغام پہنچا دیا گیا تھا؟ نوحؑ کی قوم انکار کر دے گی کہ ہمارے پاس تو کوئی آیا ہی نہیں۔ پھر نوحؑ کو بلایا جائے گا۔ اُن سے

سوال کیا جائے گا۔ وہ کہیں گے میں نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ پھر اُمّتِ مسلمہ کو بلایا جائے گا۔ وہ نوحؑ کے حق میں گواہی دیں گے۔ یہ گواہی مشاہدے کی بناء پر نہیں علم کی وجہ سے دی جائے گی۔ وہ کہیں گے کہ ہم نے دُنیا کی سچّی ترین کتاب میں یہ پڑھا تھا کہ اللہ کے نبیؑ آئے تھے اور سب کو اللہ کا پیغام پہنچایا گیا تھا۔ سب قوموں کا اسی طرح حساب ہو گا۔

ہم کہیں گے کہ ہماری طرف اللہ کے نبی ﷺ آئے تھے۔ ہمارا بھی حساب ہو گا۔

کنتم خیر اُمۃ اخرجت للناس۔۔۔ یاد کریں ہمیں کس کام کے لئے Appoint کیا گیا ہے۔ ہماری ڈبل گواہی ہے۔ اللہ ہم سے پوچھے گا۔ ایک مسلم ہونے کے ناطے اور امّتی ہونے کے ناطے: ہم کیسے مسلمان ہیں۔ ہمارا عمل کیسا ہے؟ اور کیا ہم نے اللہ کا پیغام پہنچا دیا ہے؟

مثال: کسی کو پیغام دے کر بھیجتے ہیں۔ لیکن وہ کام نہیں کرتا۔ تو پھر آپ ضرور پوچھیں گے۔

اَب یہ سوچیں کہ اگر ہم نے اپنا کام پورا نہیں کیا تو اُس کا نقصان کیا ہے؟ ہم نے اپنی اولادوں کے لئے کیا چھوڑا؟

رسولوں سے بھی پوچھا جائے گا اور عام انسان سے بھی پوچھا جائے گا۔

"رسولوں کو قیامت کے دن اللہ تعالٰی جمع کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ تمہیں کیا جواب ملا؟ وہ کہیں گے کہ ہمیں کوئی علم نہیں، غیب کا جاننے والا تو ہی ہے۔" (5-المائدۃ:109) پس اُمت سے رسولوں کی قبولیت کی بابت اور رسولوں سے تبلیغ کی بابت قیامت کے دن سوال ہو گا۔

اللہ کے نبیؐ کو اسی بات کی فکر تھی کہ اُن سے سوال کیا جائے گا۔ انہوں نے حجۃ الوداع کے موقع پر فرمایا؛

اور تم سے میرے متعلق پوچھا جانے والا ہے، تو تم لوگ کیا کہو گے ؟ صحابہ نے کہا: ہم شہادت دیتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ کر دی، پیغام پہنچا دیا اور خیر خواہی کا حق ادا فرما دیا۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انگشتِ شہادت کو آسمان کی طرف اٹھایا اور لوگوں کی طرف جھکاتے ہوئے تین بار فرمایا: " اے اللہ ! گواہ رہنا "۔(مسلم)

پھر اللہ کے نبی نے فرمایا کہ میرا پیغام اُن تک پہنچا دینا جو آج یہاں موجود نہیں ہیں۔

یہ ہے ہمارا اصل کام اَب خود تو عمل کرنا ہے لیکن اللہ کے پیغام کو دوسروں تک بھی پہنچانا ہے۔

سورۃ النساء میں بھی آتا ہے کہ نبی ﷺ کا اُن سب پر گواہ بنا کر لایا جائے گا۔

اللہ کو خود ہر بات کا علم ہے لیکن یہ گواہی شہادت کے لئے ہو گی۔

فَلَنَقُصَّنَّ عَلَيۡهِمۡ بِعِلۡمٍ وَّمَا كُنَّا غَآٮِٕبِيۡنَ ﴿۷﴾ پھر اپنے علم سے ان کے حالات بیان کریں گے اور ہم کہیں غائب تو نہیں تھے ﴿۷﴾

یعنی کسی کے دِل میں یہ شک نہ آجائے کہ اللہ صرف دوسروں سے پوچھے گا۔ لوگوں کی گواہیوں پر فیصلے نہیں ہونگے وہ تو ایک حجّت تمام ہو جائے گی۔ ورنہ اللہ کو تو سب علم ہے۔ اللہ موجود تھے۔ اللہ کے علم میں ہر چیز ہے۔

ہم جب کوئی کام نہیں کرتے تو کیا وہ کیئیے ہوئے کام کے برابر ہو گا؟ نہیں۔ کیا ہم دین کا کام کر رہے ہیں؟ تو پھر برابر کیسے ہو گا؟

آج دنیا میں جو سود، بے حیائی اور گناہ کے کام پھیلے ہوئے ہیں تو کیا ہم نے اپنا کام کیا تھا؟ کیا ہم نے ذمّہ داری کا حق ادا کر دیا؟

اللہ نے ہمیں ایک کام دیا تھا۔ ہم خود اُن کے ساتھ مل کر دُنیاداری اور عیش میں لگ جائے۔ ہم نے اپنی زمّہ داری پوری نہیں کی۔ ہمارا حساب ہو گا۔

پھر اگر ہم نے اپنا کام نہ کیا تو کیا ہو گا؟ اگلی آیت دیکھیں؛

وَالْوَزْنُ يَوْمَئِذِ ۣالْحَقُّ ۚ فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿٨﴾

اور اس روز (اعمال کا) تلنا برحق ہے تو جن لوگوں کے (عملوں کے) وزن بھاری ہوں گے وہ تو نجات پانے والے ہیں ﴿٨﴾

یعنی کامیاب ہونے والے لوگ اور اگلی آیت؛

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰۗىِٕكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ بِمَا كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يَظْلِمُوْنَ ﴿٩﴾

اور جن کے وزن ہلکے ہوں گے تو یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے تئیں خسارے میں ڈالا اس لیے کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بے انصافی کرتے تھے ﴿٩﴾

اس وقت اُمتِ مسلمہ سمجھتی ہے کہ اگر ہم نے خود نماز روزہ کر لیا تو یہی کافی ہے۔ ہم نے بنیادی کام چھوڑا ہوُا ہے۔ یہاں فرائض کے عمل کی بات ہے۔۔ جب کوئی کام فرض ہوتا ہے۔ تو وہ لازم ہو جاتا ہے۔ مثال کہ اگر ہم ظہر کی نماز چھوڑ کر تسبیح نماز شروع کر لیں تو ہماری پکڑ ہو گی۔

یہ دونوں آیات بہت اہم ہیں۔ اِن میں پہلی بات تو یہ کہ ہم سب کا ہر عمل تولا جائے گا۔

کیسے تولا جائے گا؟ مفسرین اس کی تین طرح سے وضاحت کرتے ہیں۔ کوئی تو کہتا ہے کہ خود اعمال تولے جائیں گے، کوئی کہتا ہے: نامہ اعمال تولے جائیں گے۔ کوئی کہتا ہے: خود عمل کرنے والے تولے جائیں گے۔ ان تینوں قولوں کو اس طرح جمع کرنا بھی ممکن ہے کہ ہم کہیں یہ سب صحیح ہیں۔ کبھی اعمال تولے جائیں گے، کبھی نامہ اعمال، کبھی خود اعمال کرنے والے۔

1. اللہ ہماری نیکیاں اور برائیوں کو ایک شکل دے دیں گے۔ نیکیاں مجسم بنا کر تولی جائیں گیں۔
2. ہمارے اعمال نامے تولے جائیں گے۔ مثال جس رجسٹر یا نوٹ بک پر نیکیاں ہو نگی وہ ایک پلڑے میں اور جس کاپی یا نوٹ بُک میں گناہ ہونگے وہ دوسرے پلڑے میں رکھا جائے گا۔
3. صاحبِ عمل کو تولا جائے گا۔ سیدنا عبداللہ بن مسعودؓ ایک دفعہ کھجور کے درخت پر چڑھے تو منافقین اُن کی پتلی پنڈلیاں دیکھ کر مذاق اُڑانے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ان کی پتلی پنڈلیوں پہ نہ جانا۔ اللہ کی قسم! اللہ کے نزدیک یہ احد پہاڑ سے بھی زیادہ وزن دار ہیں۔

(مسند احمد: 1/420: حسن)

حدیث میں ہے: ایک بہت موٹا تازہ گنہگار انسان اللہ کے سامنے لایا جائے گا لیکن ایک مچھر کے پر کے برابر بھی وزن اللہ کے پاس اس کا نہ ہو گا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی «اُولٰٓئِكَ الَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا

بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِيْمُ لَهُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَزْنًا» (18-الکهف:105) " ہم قیامت کے دن ان کے لیے کوئی وزن قائم نہ کریں گے۔" (صحیح بخاری:4729)

قیامت کے دن اعمال نامے رکھے جائیں گے اور سارے اعمال ظاہر ہو جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہر شخص کو اس کے اعمال کی خبر دے گا۔ کسی کے عمل کے وقت اللہ غائب نہ تھا۔ ہر ایک چھوٹے بڑے، چھپے کھلے عمل کی اللہ کی طرف سے خبر دی جائے گی۔ اللہ ہر شخص کے اعمال سے باخبر ہے، اس پر کوئی چیز پوشیدہ نہیں۔ نہ وہ کسی چیز سے غافل ہے۔ آنکھوں کی خیانت سے سینوں کی چھپی ہوئی باتوں کا جاننے والا ہے۔

حق تھوڑا بھی ہو تو زیادہ وزن والا اور ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ آج آپ نے باطل کے لئے لوگ جمع کرنے ہوں تو آسانی سے بڑا گروپ جمع ہو جائے گا۔ لیکن اللہ کے پیغام اور نیکی و دین کے کام کے لئے لوگ جمع کرنے ہوں تو چند ایک ہی نکلیں گے۔ لوگ پہلے تنقید کرینگے۔ پھر وضاحتیں دیں گے۔ پھر بہانے بنائیں گے۔

حق خالص بھی ہو تو تھوڑا ہی کافی ہوتا ہے۔ شہد ایک چمچ بھی ہو تو کوئی دوسری نقلی یا جعلی شہد کی بوتل بھی اُس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ خالص جوس ایک گلاس ہی کافی ہوتا ہے۔ بجائے اس کے اُس میں پانی ملا کر جگ بھر دیا جائے۔

اَب میزان پر بات کرتے ہیں۔ وزن لفظ سے ہے۔ تولنا، ترازو۔

قیامت کے دِن ہمارے اعمال کیسے تولیں جائیں گے۔

مثال؛ آپ سونے کا زیور بیچنے کے لئے دس تولے کا زیور بازار لے کر جائیں گے تو وہ نقلی چیزیں مثلاً موتی اور ڈوری الگ کر دے گا۔ آپ کو صرف خالص سونے کی قیمت ملے گی۔ کھوٹ الگ کر دیا جائے گا۔

یہی کچھ قیامت کے دِن ہمارے ساتھ ہو گا۔ ہم بیس تولے کی تہجد لے کر جائیں گے تو وہ شائد پانچ تولے کی نکلے۔ ہمارے روزے شائد دِکھاوے کے تھے۔ وہ سب پھینک دیئے جائیں گے کہ یہ نقلی ہیں۔ صرف سونے کا پانی اوپر چڑھا ہوُا ہے۔ ہمارے اعمال میں سے پالش، موتی اور سب کھوٹ نکال کر شائد وزن بہت کم رہ جائے۔

اپنا محاسبہ کریں۔ ہمارے اعمال کیسے ہیں؟

اُستاذہ عفت مقبول صاحبہ کا نورالقرآن ویب سائٹ پر لیکچر سُنیں 'کس کے پلڑے بھاری؟'

قیامت کے دِن کس چیز کا وزن ہو گا؟

- ایسا عمل جو خالص اللہ کے لئے ہو گا۔ خلوص پیدا کریں۔ اپنی صفائی کرتے رہیں۔ اپنے آپ کو رگڑ رگڑ کر صاف کریں۔ سب کھوٹ نکال دیں۔
- ہمارا عمل سُنّتِ رسولؐ کے کتنے قریب تھا؟ اللہ کے نبیؐ کی سُنّت کے مطابق عمل ہو گا تو اجر ملے گا۔

- جب عمل کیا تھا تو ہمارے حالات کیسے تھے؟ کن حالات میں نیکی کا کام کیا تھا۔ اگر مشکل دَور میں نیکی کا کام کیا تو زیادہ اجر ہے۔ جب آپ مشکل حالات میں ڈٹ کر اللہ کا نام بُلند کرنے کے لئے نکلتے ہیں۔ تو فرشتے بھی آپ کے لئے دعائیں کرتے ہونگے۔ انشاء اللہ
- جب آپ ارد گرد کے لوگوں سے ٹکر لے کر نیک کام کریں تو بھی بہت اجر ہے۔ ایک کے حالات ساز گار ہیں۔ والدین نیک تھے۔ ماحول نیک ملاوہ نیک ہے تو بھی بہت اجر ہے۔ لیکن ایک کو مشکل حالات ملے۔ اس نے دین کا علم سیکھا اور اب خاندان اور معاشرے سے ٹکر لے کر نیک کام کرے گا تو زیادہ اجر ملے گا۔ اسی لئے ابراہیمؑ کی زیادہ قدر ہے۔ وہ اکیلے اللہ کا نام بلند کرنے کے لئے نکلے۔ دین کا پیغام پہنچا دیا۔ ہمت نہیں ہاری۔ وہ ہجرتے اور قربانی کے لئے تیار رہے۔ جتنی مشکل سے نیکی کرینگے اُن کے لئے زیادہ اجر ہے۔ مثال: ایک گھر سے نیکی کے کام کرتے ہیں۔ ایک باہر نکل کر دوسروں کی خیر خواہی کے لئے بھی کام کرتے ہیں۔ ہر ایک کی نیت اور حالات پر اَجر ملے گا۔
- بہترین عمل کریں۔ سورۃ ملک میں ہے؛ اسی نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تا کہ تمہاری آزمائش کرے کہ تم میں کون اچھے عمل کرتا ہے۔ اور وہ زبردست (اور) بخشنے والا ہے ﴿۲﴾ جتنا بہترین عمل ہو گا۔ اُتنا ہی اجر ہو گا۔ ہر ایک کو اپنی نماز کا اجر نیت اور خلوص و ادائیگی کے مطابق ملے گا۔ حدیث کا خلاصہ ہے کہ کسی کو اپنی نماز کا پورا اجر، کسی کو آدھا، کسی کو چوتھائی، کسی کو آٹھواں حصّہ اَجر ملتا ہے۔ اور کسی کی نماز کالے کپڑے میں لپیٹ کر اُس کے منہ پر ماری جاتی ہے کہ واپس لے لو، قبول ہی نہیں ہوتی۔ احسن عمل کریں پھر ہی قبول ہونگے۔

- پھر اس بات کی اہمیت ہے کہ کیا کر سکتے تھے اور کتنا عمل کیا؟یعنی توفیق تو سو پونڈ خرچ کرنے کی تھی لیکن آپ نے خرچ صرف دس پونڈ کیئے، یا توفیق تو ایک پونڈ خرچ کرنے کی تھی اور آپ نے ایک پونڈ ہی خرچ کر دیا یا توفیق سے بھی زیادہ کی کوشش کرتے ہیں۔ صحابہ کرامؓ نے کیسے خرچ کیا؟ ابو بکرؓ نے سارا گھر کا سامان دیا، عمرؓ نے آدھا گھر کا سامان دے دیا۔ ایک صحابی نے مٹھی بھر کھجوریں دیں۔ اللہ کے نبیؐ نے وہ سامان کے ڈھیر میں سب سے اوپر رکھ دیں۔

اپنا جائزہ لیں میں دین کی خاطر کیا کر سکتی ہوں۔ میری نماز کیسے بہتر ہو سکتی ہے۔ میرا عمل احسن کیسے ہو گا؟

- جہاد کیسے کیا؟ کوشش اور محنت بھرپور کریں۔
- انسان کی طبیعت بھی اَجر کو بڑھا دیتی ہے۔ معصوم اور بھولی لڑکیاں اگر نیک عمل کرتی ہیں۔ تو بھی بہت اَجر ہے۔ لیکن ایک لڑکی شوخ ہے۔ اچھے کپڑوں اور میک اَپ کا شوق ہے گانے بھی سُننا چاہتی ہے لیکن اگر وہ اپنی طبیت پر کنٹرول کرے اور نیک عمل کرے۔ اللہ کی حدود میں رہے تو اُس کے لئے اجر زیادہ ہو گا کیونکہ اُس کو زیادہ کوشش کرنی پڑھے گی۔ اپنا جائزہ لیں۔ آپ صبح اُٹھ کر نماز پڑھتے ہیں۔ اگر سخت سردی میں تازہ وضو کر کے نماز پڑھتے ہیں تو اجر زیادہ ہو گا۔ یعنی مشکل حالات میں نیک کام کا زیادہ اجر ہے۔ اپنی طبیعت پر، اپنی خواہش کو مار کر نیکی کرنے کا زیادہ اجر ہے۔
- فرائض کا اَجر زیادہ ہے۔ سنتوں اور نوافل کا اجر کم ہے۔ اگر فرائض میں کوئی کوتاہی رہ گئی تو وہ سنتوں سے پوری کر دی جائے گی۔

- حُسن اخلاق۔ اچھے کردار اور اچھے اخلاق کا اجر بہت ہو گا۔ اچھا اخلاق میزان میں سب سے بھاری ہو گا۔
- علم کا بھی وزن ہو گا۔ قران و سُنت کا علم سیکھنے اور سکھانے کا بہت اِجر ہے۔ اگر صرف ایک سپارہ پڑھ دیا اُس کا اپنا اجر ہے۔ لیکن اگر کہیں ایک رکوع پڑھا اور سمجھ کر پڑھا اور سیکھا تو انشاء اللہ زیادہ اجر ہو گا۔
- خاموشی کا اپنا اَجر ہے۔ ہر جگہ کچھ نہ کچھ نہیں بولنا چاہیئے۔ اپنا جائزہ لیں آپ کتنا بولتی ہیں۔ ذِکر کریں۔ ایسا ذِکر کریں جس کا میزان میں بہت اَجر ہو گا۔ بخاری کی حدیث ہے کہ دو کلمے زبان پر ہلکے میزان میں بھاری ہیں اور رحمان کو بہت پیارے ہیں۔۔ سبحان اللہ و بحمدہ سبحان اللہ العظیم۔ جب انسان خاموش ہو تو ذِکر کرے۔ جنت میں درخت اُگیں گے۔
- جنازے کے ساتھ جانے کا بھی بہت اَجر ہے۔ جنازے کی نماز پڑھنے کا بہت اَجر ہے۔

نیکیوں کے موقع ضائع نہ کریں۔ اللہ سے دُعا کرتے ہیں کہ ہمیں نیکیاں کرنے والا بنا دے۔ علم سیکھ کر اُس پر عمل کرنے والا بنا دے۔ آمین

وَلَقَدۡ مَكَّنّٰكُمۡ فِى الۡاَرۡضِ وَجَعَلۡنَا لَـكُمۡ فِيۡهَا مَعَايِشَ‌ ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَشۡكُرُوۡنَ ﴿۱۰﴾

اور ہم ہی نے زمین میں تمہارا ٹھکانہ بنایا اور اس میں تمہارے لیے سامان معشیت پیدا کئے۔ (مگر) تم کم ہی شکر کرتے ہو ﴿۱۰﴾

یعنی تھوڑا شکر کرتے ہو۔ اور یہ بھی کہ تم میں سے تھوڑے ہی شکر کرتے ہیں۔

یوں محسوس ہوتا ہے کہ انسان کہیں چھپ جائے۔ کہ ہم اپنے رَبّ کا شُکر اَدا نہیں کرتے۔ اگر انسان نے شرمندہ ہونا ہو تو اس آیت کو سُن کر شرمندہ ہو۔ کہ میرے رَبّ نے مجھے اتنا کچھ عطا کیا اور میں تھوڑا ہی شکر ادا کرتی ہوں۔

مَكَّنّا سے مُراد ہے۔ مکان، جگہ۔ ٹھکانہ۔ اگر مکنا کے بعد علیٰ آجائے تو اُس سے مراد ہے اقتدار دیا۔ یہاں آباد کرنا معنی ہے۔

مکہ والوں سے کہا جارہا ہے کہ تمہیں باقی جہان والوں پر فضیلت دی۔ تمہارے پاس ہدایت آگئی۔

دوسرے معنی ہیں کہ سب انسانوں سے فرمایا جارہا ہے کہ تمہیں اس زمین میں آباد کیا ہے۔ اور پھر آگے مَعَایِشَ سے مُراد ہے کہ زمین میں پیدا کرکے بھوکا یا ویسے ہی نہیں چھوڑا گیا بلکہ تمہارے لئے معیشت کے سامان پیدا کئیے۔ زمین مین رہنے کے اسباب بھی عطا فرمائے۔

اللہ تعالیٰ اپنا احسان بیان فرمارہا ہے کہ اس نے زمین اپنے بندوں کے رہنے سہنے کے لئے بنائی۔ اس میں مضبوط پہاڑ گاڑ دیئے کہ ہلے جلے نہیں، اس میں چشمے جاری کر دیئے، اس میں منزلیں اور گھر بنانے کی طاقت انسان کو عطا فرمائی اور بہت سی نفع کی چیزیں اس لیے پیدا فرمائیں۔

ابر مقرر کرکے اس میں سے پانی برسا کر ان کے لیے کھیت اور باغات پیدا کئے۔ تلاش معاش کے وسائل مہیا فرمائے۔ تجارت اور کمائی کے طریقے سکھا دیئے۔ باوجود اس کے اکثر لوگ پوری شکر گزاری نہیں کرتے۔

یعنی اللہ تعالیٰ نے اندازے کے مطابق دُنیا کو سب کچھ عطا کر دیا۔ بیج عطا کر دیئے تا کہ فصلیں اُگا سکیں۔ پانی عطا کیا۔ اپنے وسائل دیکھیں کیسے اسباب پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔ اپنے باورچی خانے کو ہی دیکھ لیں۔ توانائی کتنی طرح کی ہے۔ کھانے کتنی قسم کے ہیں؟

ہمیں چاہئیے کہ اللہ کے شُکر گزار بندے بنیں۔ اللہ کا شکر ادا کریں۔

آگے آدم اور ابلیس کے واقعے کا ذِکر ہے۔ اس کو کہانی کی طرح سُنیں اور اِس میں اس بات پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو کتنی عزّت دی ہے۔